امام ابو حنیفہؒ اور عصر حاضر کے بعض اہل علم کی آراء کا ناقدانہ جائزہ

ڈاکٹر سید ازکیاء ہاشمی*

Abstract

Im┐ m Ab┴ ╓ an┘ fah and the Critical Review of the Opinions of Some Contemporary Critics

Im┐ m Ab┴ ╓ an┘ fah is one of the greatest scholars of Islamic law. His talents and genious gained him fame and prominence even in his life. Yet, he had to face criticism too, which was further intensified after his death. In view of Im┐ m, it was the result of hatred and jealousy. This article aims to review the critical opinions of some contemporary scholars about Im┐ m Ab┴ ╓ an┘ fah, like Im┐ m Ab┴ Zuhrah al-Mi╖ r┘ , A ╒ mad Am┘ n and 'All┐ mah Shibl┘ , etc.

Keywords: Ab┴ ╓ an┘ fah; Ab┴ Zuhrah al-Mi╖ r┘ ; A ╒ mad Am┘ n; 'All┐ mah Shibl┘ .

امام ابو حنیفہؒ کے افکار و آراء اور ان کی شخصیت پر نقد و جرح کا سلسلہ تو ان کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا اور خود امام صاحب کی نظر میں اس کا عام محرک بغض و حسد تھا۔[1] آپؒ کے انتقال کے بعد اس میں مزید شدت پیدا ہوئی۔ الزامات اور پروپیگنڈے کا ایسا طوفان آپ کے خلاف برپا ہوا کہ بڑے بڑے محدثین اس سے متاثر ہوئے اور آپ کے متعلق ایسے ایسے خیالات کا اظہار کر دیا جن سے آپ کی شانِ رفیع انتہائی بلند ہے تاہم محدثین کی ان تنقیدات کو اس دور کے تاریخی، سیاسی اور نظریاتی تناظر میں دیکھا جائے تو جہاں امام صاحب کی برأت ظاہر ہو گی وہاں ان ناقدین کے متعلق بھی ہم بدگمانی سے محفوظ رہ سکیں گے۔

اس مقالہ میں امام صاحب کی شخصیت کے متعلق عصرِ حاضر کے بعض اہل علم ابو زہرہ، احمد امین اور شبلی کی بعض آراء کا جائزہ لیں گے جنہیں ان محققین کے اعتراض اور تنقید کی حیثیت سے تو پیش نہیں کیا تاہم ان سے امام صاحبؒ کے مرتبہ و مقام پر حرف ضرور آتا ہے اور ان کی نسبت کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے:

ا۔ ابو زہرہ مصری کی بعض آراء

امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت اور ان کی خدمات کے تعارف میں ابو زہرہ کی تصنیف "أبو حنيفة: حياته وعصره, آراؤه وفقهه" انتہائی قابل قدر تحقیقات پر مشتمل ہے مگر ان کی بعض آراء محل نظر ہیں مثلاً وہ امام صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: أن أبا حنيفه شيعي في ميوله وآرائه في حكام عصره، أي أنه يرى الخلافة في أولاد علي من فاطمة، وأن الخلفاء الذين عاصروه قد اغتصبوا الامر منهم، وكانوا لهم ظالمين"۔[2] یعنی "آپ میں تشیع پایا جاتا تھا اور آپ اپنی سیاسی آراء و افکار میں شیعہ کی جانب مائل تھے۔ وہ اپنے دور کے حکام کے بارے میں شیعی زاویہ نگاہ رکھتے تھے، یعنی خلافت کو حضرت علیؓ کی فاطمی اولاد کا حق سمجھتے تھے۔ اور یہ کہ حضرت علی کے معاصر خلفاء خلافت کو ان سے غصب کر کے ظالم قرار پائے"۔[3]

---

* چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

ابو زہرہ نے اگرچہ عقائد و اعمال میں امام صاحبؒ کی شیعہ سے برأت ظاہر کی ہے مگر سیاسی آراء و افکار میں ان کا میلان شیعہ کی جانب ثابت کیا ہے، لکھتے ہیں: "أن ابا حنيفه كان فيه تشيع، وأنه في رأيه السياسي ينحو نحو الشيعة"۔[4]

یہ درست ہے کہ امام صاحب کی ائمہ اہل بیت سے علمی اور سیاسی روابط تھے۔ مثلاً انہوں نے مختلف ائمہ اہل بیت سے علمی استفادہ بھی کیا تھا ان میں سے زید بن علی شہیدؒ، امام باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، محمد بن عبد اللہ نفس ذکیہؒ اور ابراہیمؒ کے والد عبد اللہ بن حسنؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بالخصوص اموی عہد میں حکومت کے مقابلہ میں خروج کی قیادت کرنے والے امام زید بن علیؒ کے متعلق امام صاحب کی شہادت یہ ہے: "ما رأيت في زمانه أفقه منه ولا أعلم ولا أسرع جواباً ولا أبين قولاً"۔[5] یعنی "میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہ آدمی کسی کو نہ پایا، ان جیسا حاضر جواب اور واضح گفتگو کرنے والا بھی مجھے اس عہد میں کوئی نہ ملا"۔

حضرت زید کی اموی حکومت کے خلاف خروج پر امام ابو حنیفہؒ نے ان کے متعلق یہ فتویٰ بھی دیا تھا: "خروجه يضاهي خروج رسول الله ﷺ يوم بدر"۔[6] یعنی "حضرت زید کا کھڑا ہونا رسول اللہ ﷺ کے بدر میں نکلنے کے مشابہ ہے" اور ان کے ساتھ مالی تعاون بھی فرماتے رہے۔[7]

بعد ازاں عباسیوں کے خلاف حسنی سادات میں سے محمد بن عبد اللہ، نفس ذکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کے خروج کی بھی بڑے زور و شور سے کھلم کھلا حمایت کی اور لوگوں کو بھی آمادہ کیا۔ یافعی لکھتے ہیں: "كان أبو حنيفة يجاهر في أمره ويأمر بالخروج معه"[8] یعنی "امام ابو حنیفہ (ابراہیم) کی رفاقت پر لوگوں کو اعلانیہ ابھارتے تھے اور انہیں ان کے ساتھ مل کر حکومت سے مقابلہ کی تلقین فرماتے تھے"۔ انہوں نے یہ بھی فتویٰ دیا کہ اس وقت کے حالات کے لحاظ سے ابراہیم کی اعانت ورفاقت غیر مسلموں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے۔[9]

امام صاحب کی علویوں کے خروج کی تحریکوں میں ان کی تائید و حمایت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شیعی زاویۂ نگاہ رکھتے تھے یا استحقاق خلافت فاطمیہ کے قائل تھے جیسا کہ ابو زہرہ موصوف کو اس بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ امام صاحب اہل بیت سے ان کے علم و فضل، زہد و ورع، عوامی مقبولیت و مرجعیت، عزم و ہمت، صبر و استقلال اور ثابت قدمی جیسے اوصاف کی بناء پر عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ نیز ان پر امویوں اور عباسیوں کے ناروا سلوک و مظالم کا بچشم خود مشاہدہ کر چکے تھے جس کی وجہ سے ان کی حمایت اور قلبی ہمدردی کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ پھر ائمہ اہل بیت سے علمی استفادہ بھی ان سے محبت میں اضافہ کا باعث بنا۔ مگر اسے تشیعی اور شیعہ کی طرف میلان کہنا کسی طرح درست نہیں۔

امام صاحبؒ چاروں خلفاء کو حق پر سمجھتے تھے اور ابو بکر صدیقؓ کو آپ ﷺ کے بعد افضل الناس خیال کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ "ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر صدیقؓ کو تمام امت پر افضل قرار دیتے ہوئے سب سے پہلے خلافت کو ان کے لئے ثابت کرتے ہیں"۔[10]

امام صاحبؒ کا عباسی خلیفہ سفاح (جو کہ غیر فاطمی تھا) کی بیعت و تائید سے ابو زہرہ کی اس رائے کی نفی ہوتی ہے کہ وہ خلافت کے لئے فاطمی ہونا ضروری خیال کرتے تھے۔

امام صاحب نے سفاح کی بیعت کے موقع پر خطبے میں فرمایا تھا: "الحمد لله الذي بلغ الحق من قرابة من نبيّه □ واماط عنا جور الظلمة وبسط ألسنتنا بالحق قد بايعناك على امر الله والوفاء لك بعهد الله إلى قيام الساعة فلا أخلى الله هٰذا الأمر ممن قربه من نبيّه □"۔[11]

حقیقت یہ ہے کہ ابو زھرہ کے مذکورہ مؤقف پر نہ تو کوئی تاریخی یا واقعاتی شہادت موجود ہے اور نہ ہی کتب احناف میں امام صاحب کی طرف یہ مسلک منسوب کیا گیا ہے۔

۲۔ امام ابو حنیفہؒ کی حکمت عملی کا ایک پہلو عدالتوں کے بعض خلاف ضابطہ و قانون فیصلوں پر بر سر عام تنقید تھی جس کی وجہ سے قاضی ان سے عموماً ناراض رہتے اور ان کے خلاف امراء سے شکایت بھی کرتے تھے۔ اسی قسم کی ایک شکایت پر ایک دفعہ امام صاحب فتویٰ دینے سے روک دیئے گئے اور کچھ عرصہ بعد پھر افتاء کی اجازت دے دی گئی۔[12]

مصری فاضل ابو زہرہ کے نزدیک امام صاحب کا یہ انداز تنقید انتظامی پہلو سے مناسب نہ تھا۔ اس طرح تو عدالتی فیصلوں کا احترام اٹھنے کا اندیشہ تھا۔ مناسب یہ تھا کہ اعلانیہ تنقید کے بجائے چپکے سے غلطی واضح کی جاتی تاکہ حکومتی نظم و نسق میں خرابی پیدا نہ ہو، فیصلوں کا احترام بھی رہے اور عوام فیصلوں پر بے اطمینانی کا اظہار نہ کرنے لگیں۔[13]

ہمارے خیال میں یہ انداز فکر امام صاحب کی حکمت عملی کو پوری طرح نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ امام صاحب کی حکمت عملی پر نظر ڈالی جائے تو آپ اس رویئے میں حق بجانب نظر آئیں گے۔

امام ابو حنیفہؒ نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جب عدلیہ انتظامیہ کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے آزادی کھو چکی تھی اور قاضی اپنے فیصلوں میں حکمرانوں کے رجحانات و خواہشات کو مدِ نظر رکھنے پر مجبور تھے۔ نیز کوئی مدوّن قانون نہ ہونے کی وجہ سے عدالتی نظام ابتری کا شکار تھا اور عوام میں قاضیوں کے غلط فیصلوں کی وجہ سے اضطراب بھی پیدا ہو رہا تھا جس کی طرف ابن المقفع نے خلیفہ منصور کو ایک خط میں بھی متوجہ کیا تھا۔[14]

در حقیقت امام صاحبؒ نے اپنے طرز عمل (عدالتی فیصلوں پر تنقید) سے ایک طرف تو یہ احساس پیدا کیا کہ عدلیہ کو ہر قسم کی مداخلت سے نہ صرف آزاد ہونا چاہئے بلکہ اسے خود خلیفہ کے خلاف فیصلہ دینے میں بھی کوئی تردد نہ ہونا چاہئے تو دوسری طرف عدالتی نظام اور اس کے فیصلوں پر تنقید کر کے حکومت اور عوام کی توجہ اس کے نقائص کی طرف بھی مبذول کرانے کی کوشش کی تاکہ وہ اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔[15] اور ایک مدوّن قانون کی ضرورت کا ادراک کر سکیں۔ امام صاحب اس معاملے میں اگر خاموشی اور مروّت سے کام لیتے تو اس نظام میں تبدیلی لانا ممکن نہ ہوتا۔ آپ نے موجودہ نظام پر عدم اعتماد کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح کی طرف بھی بھرپور توجہ کی۔ آپ نے عدالتی فیصلوں کو انتشار سے بچانے کے لئے ایک طرف قانون کو مدون کیا تو دوسری طرف ایسے افراد تیار کئے جو قضا کی اہلیت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قانون کی برتری کو برقرار رکھ سکتے تھے اور علم و فضل، تقویٰ و طہارت، جرأت ایمانی اور معاملہ فہمی میں بھی بے نظیر تھے۔

ب) مناقب امام ابو حنیفہؒ اور احمد امین

امام ابو حنیفہؒ کی جس انداز میں تحقیر و تنقیص کی گئی، ردِ عمل میں اسی قدر فضیلت و منقبت کو اجاگر کیا گیا حتیٰ کہ بعض اکابر فقہاء و محدثین نے آپ کے مناقب کے ذکر کو افضل الایمان قرار دیا[16] اور آپؒ کی سیرت و سوانح، فضائل و مناقب پر مستقل کتابیں تحریر کی گئیں جو شبلی کے الفاظ میں ان ناموروں نے لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی جائیں۔[17] ان کتب کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ان کتب میں امام ابو حنیفہؒ کے مناقب سے متعلق بعض احادیث بھی درج کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کا مصداق اہل علم نے امام صاحب کو قرار دیا ہے۔ ان کا مضمون تو مشترکہ ہے البتہ الفاظ میں قدرے اختلاف ہے۔

مصری محقق احمد امین امام صاحب کے مناقب سے متعلق احادیث کو درست نہیں سمجھتے اور تاریخی تناظر میں ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایرانیوں نے "شعوبیت" (عجمیت پرستی) کے زیرِ اثر اپنی عظمتِ شان کے اظہار اور عربوں پر تفاخر کے لئے اکابرین فارس مثلاً سلمان فارسیؓ اور امام ابو حنیفہؒ کے فضائل میں احادیث گھڑی ہیں۔[18]

بالفاظ دیگر ان حضرات کی فضیلت و عظمت ان کی نظر میں ان احادیث کی بناء پر ہے، حالانکہ یہ شخصیتیں پوری امت میں اپنے علمی و عملی کمالات کی بناء پر مقبول و معروف ہیں۔

موصوف نے بعض واقعی کمزور روایات کے ساتھ ان احادیث کو بھی موضوع قرار دے دیا ہے جو صحیحین میں ہے۔"لو كان العلم معلقاً عند الثريا لتناوله رجل من فارس"یعنی "اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اسے ضرور پالے گا"۔ بعض روایات میں علم کی جگہ "ایمان" بھی وارد ہوا ہے۔ یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ صحیحین، معجم طبرانی، مسند احمد بن حنبل اور موارد الظمآن میں موجود ہے۔[19]

سیوطی ان احادیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "آپ ﷺ نے اس حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی بشارت دی ہے۔" "قد بشّر رسول الله ﷺ بالامام أبي حنيفة في الحديث"۔[20] ابن حجر مکی نے بھی امام صاحب کی بشارت اور فضیلت تامہ کے لئے مذکورہ حدیث کو صحیح اور قابل اعتماد اصل قرار دیا ہے۔[21]

واضح رہے کہ ابو زہرہ مصری محقق نے یہ حدیث "موالی میں کثرت علم" کے ضمن میں تحریر کی ہے کہ اہل فارس آپ ﷺ کی پیشن گوئی کی بناء پر علم کے حامل ہوں گے مگر اسے امام صاحب کے مناقب میں ذکر نہیں کیا۔[22]

حقیقت یہ ہے کہ ان احادیث میں جہاں اہل فارس کے حامل علم ہونے کی بشارت ہے وہاں ان احادیث کا اولین مصداق امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ مناقب ابی حنیفہؒ پر مشتمل تصانیف میں یقیناً بعض معتقدین نے غلو سے کام لیتے ہوئے کچھ موضوع احادیث بھی پیش کر دی ہیں۔ مگر ان میں سے محققین اہل علم مثلاً طحاوی، محی الدین قرشی، سیوطی، ابن عبد البر مالکی اور دیگر حنفی ثقہ اور نقاد حضرات نے ان کے ذکر سے احتراز کیا ہے۔ ہمارے خیال میں جس طرح امام صاحب کے مناقب میں ازراہ عقیدت موضوع روایات کو پیش کرنا افراط و غلو ہے اسی طرح ان کے مناقب سے متعلق صحیح احادیث کو موضوع قرار دینا بھی

حد سے تجاوز ہے۔ جیسا کہ ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں: "امام اعظم کی شان اس سے بالا ہے کہ بخاری و مسلم کی حدیث کی موجودگی میں ان کی فضیلت و بزرگی کے لئے کسی موضوعی حدیث لایا جائے"۔[23]

ج) مغازی و سیر میں امام صاحب کا مبلغ علم اور علامہ شبلی

علامہ شبلی نے امام ابو حنیفہؒ پر اپنی تصنیف "سیرۃ النعمان" میں خوب داد تحقیق دی ہے تاہم انہوں نے مغازی و سیر میں ان کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے: "مغازی، قصص و سیر وغیرہ میں ان کی نظر چنداں وسیع نہ تھی"۔[24]

حقیقت یہ ہے کہ شبلی مرحوم کی مذکورہ رائے ان کے ناقص مطالعے پر مبنی ہے کیونکہ خود انہوں نے سیرۃ النعمان کے مقدمے میں امام صاحب کے متعلق اپنے پاس کافی تصانیف موجود نہ ہونے کا شکوہ کیا ہے۔[25]

امام صاحبؒ نے سیر و مغازی کا علم شعبی جیسے عالم سے حاصل کیا تھا جن کے متعلق عبد اللہ بن عمرؓ جیسے صحابی فرمایا کرتے تھے کہ "میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل رہا ہوں مگر شعبی کو غزوات کا مجھ سے زیادہ علم ہے"۔[26]

امام صاحب نے "کتاب السیر" میں جنگ و امن کے قوانین سے بحث کی ہے اور عہد نبوی کے واقعات سے استشہاد کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سیر و مغازی میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں۔

غالباً شبلی نے ابن خلکان کے نقل کردہ بعض واقعات سے یہ تاثر لیا ہے جن سے امام صاحبؒ کے بارے میں یہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے کہ "امام ابو یوسفؒ کی نظر میں امام صاحبؒ مغازی میں بالکل کورے تھے اور انہیں یہ بھی علم نہ تھا کہ بدر کی لڑائی پہلے واقع ہوئی یا اُحد کی"۔[27]

امام صاحب نے تدوین فقہ کا جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا وہ جملہ علوم و فنون میں گہری بصیرت و مہارت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ امام صاحب کی وسعت علمی اور دیگر علوم و فنون میں مہارت کی مختلف اہل علم نے شہادتیں دی ہیں، ان کے تذکرہ نگاروں نے آپ کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ انہیں احادیث و آثار کی تاریخی جستجو، ان کے ناسخ و منسوخ، تقدم و تاخر کی معلومات میں غیر معمولی امتیاز حاصل تھا۔

ان حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام صاحب ایک بالغ نظر فقیہ اور وسیع النظر عالم کی حیثیت کے سامنے آتے ہیں اور اس تصور کی نفی ہوتی ہے کہ وہ مغازی و سیر یا دیگر مروجہ علوم کے ناواقف تھے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] مکی، موفق. مناقب الامام الاعظم. ط: ۱۴۰۷ھ، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ، ۱/ ۸۹-۹۰

[2] ابوزہرہ. ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقھہ. دار الفکر العربی، بیروت، ص۱۶۶

[3] ایضاً

[4] ایضاً، ص۱۶۵

[5] الصنعانی، محمد بن إسماعیل. الروض النضیر. ط: دار الجیل للنشر والتوزیع، ۱/ ۵۰

[6] مناقب الامام الاعظم، ۱/ ۲۶۰

---

[7] الروض النضیر، ۱/ ۴۲

[8] یافعی. مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان. ط: ۱۹۸۴ء، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱/ ۳۲۲

[9] مناقب الامام الاعظم، ۲/ ۸۳-۸۴؛ نیز دیکھئے، جصاص. احکام القرآن. ط: ۱۹۸۵ء، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۸۷

[10] ابن ابی العز. شرح الطحاویۃ. ط: ۱۳۷۳ھ، ص ۴۰۳-۴۱۶

[11] مناقب الامام الاعظم، ۱/ ۱۵۱

[12] خطیب. تاریخ بغداد. ط: دارالکتاب العربی، بیروت ۱۳/ ۳۵۱

[13] ابوزھرۃ، ابو حنیفہ، ص ۴۷

[14] صالح, صبحی. النظم الاسلامیۃ نشأتھا وتطورھا، ط: ۱۹۶۸ء، دارالعلم للملایین، بیروت، ص ۳۲۳

[15] موفق، مناقب، ۱/ ۱۱۲

[16] ذھبی، مناقب الامام، ذیل الجواھر، ۲/ ۴۶۲

[17] نعمانی, شبلی. سیرت النعمان. ط: ۱۹۶۹ء، ایم ثناء اللہ خان اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۵

[18] احمد امین. ضحی الاسلام. ط: ۱۹۰۶ء، مکتبہ النھضۃ المصریۃ، قاہرہ، ۱/ ۷۷-۷۸

[19] بخاری کی روایت ہے: لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجال اور رجل من ھؤلاء۔ دیکھئے: طبع الہور، ملک سراج الدین اینڈ سنز، ۲/۷۲۷؛ مسلم کے الفاظ یہ ہیں: لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ۔ دیکھئے: اصح المطابع، کراچی، ۲/ ۳۱۲؛ مسند احمد اور موارد الظمآن میں یہ الفاظ ہیں: لوکان العلم بالثریا لتناولہ ناس من ابناء فارس۔ دیکھئے: ابن حنبل, أحمد. مسند احمد. ادارہ احیاء السنۃ، گوجرانوالہ، ۲/۴۲۲؛ ھیثمی. موارد الظمآن الی روائد ابن حبان. ط: المطبعۃ السلفیۃ، مکہ المکرمۃ، ص ۵۷۴

[20] سیوطی. تبیض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ. ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، ص ۲۰

[21] مکی, ابن حجر. الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان. ط: ۱۳۰۴ھ، مکتبۃ الخیریۃ، مصر، ص ۱۳

[22] ابوزھرۃ، ابوحنیفۃ، ص ۱۷-۱۸

[23] الخیرات الحسان، ص ۱۳

[24] سیرۃ النعمان، ص ۱۳۴

[25] ایضاً، ۲۲

[26] حنبلی, ابن عماد. شذرات الذھب فی خبر من ذھب. ط: ۱۹۷۹ء، دارالفکر، بیروت، ۱/ ۱۲۷

[27] وفیات الاعیان، ۲/ ۳۸۶-۳۸۳